



# LGS GROUP OF COLLEGES

A PROJECT OF LAHORE GRAMMAR SCHOOL

Sheet # \_\_\_\_\_

Name: دانش مہدی Class: ۱۰ Roll No. \_\_\_\_\_

Subject: \_\_\_\_\_ Test No. \_\_\_\_\_ Date: 19-11-24

A	B	C	D	A	B	C	D	A	B	C	D	A	B	C	D	Marks Obtained
1				6				11				16				
2				7				12				17				
3				8				13				18				
4				9				14				19				
5				10				15				20				

سوال نمبر ۱

خلاصہ نویسی

سبق کا عنوان : اور کوٹ

مصنف کا نام : غلام عباس

خلاصہ :

جنوری کا (مہینا) مہینہ، ہفتے کی ایک سردی شام کو ایک خوش بوش، چو پچال، زندہ دل، بے فکر نوجوان ٹریوس روڈ سے مہال روڈ پر آیا اور چیر رنگ کمر اس کی طرف پیڑی پر سہل سہل کے چل رہا تھا۔ اپنی تراش تراش اور وضع قطع سے یہ نوجوان نیشن ایبل، وضع دار، رکھ رکھاؤ، متوسط طبقے کے خوشحال گھرانے کا ایک فرد لگتا تھا۔ سردی زیادہ تھی اس لیے اس نے بادامی رنگ کا اور کوٹ پہن رکھا تھا۔ جس کے کالج میں شرتی رنگ کے گلاب کا ایک ادھر کھلا پھول لگا تھا۔ (نئی) بید کی ایک چھوٹی چھڑی ہاتھ میں جس کے کھلی کھی وہ گھماتا تھا۔ اس شام اگرچہ گرمی شدید تھی مگر اس نوجوان پر اس کا کوئی اثر معلوم نہیں ہوتا تھا۔ وہ بڑے مزے سے خراماں خراماں چل رہا تھا۔ اس کے ظاہری حلیے سے معلوم ہوتا تھا کہ تانے والے اسے دیکھتے ہی



اس کی طرف لپکتے مگر وہ دور سے ہی نہیں کا اشارہ  
کر دیتا اور ٹیکسی والے کو "نو ٹھیک" بول کر دیتا۔

مال روڈ کے بارونق حصے تک پہنچتے پہنچتے اس کی  
زندہ دلی میں اصفانہ ہو گیا۔ کبھی خوشی میں آ کر شہنی دیکھ جاتا  
کبھی جو کش میں آ کر بل بنے کی کوشش کرتا۔ لارنس  
گارڈن کی سڑک کے اندھیرے تاریکی اور اداسی  
کی وجہ سے اس طرف کو نہ مڑا۔ اسمبلی ہال کے سامنے  
میدان میں بچوں کو کھیلتا دیکھ کر وہاں رکا۔ ان کے  
قریب ہوا تو وہ وہاں سے جلد کے ان کے جانے کے  
بعد نیچ پر بیٹھا اور قریب بلی کو پیار کرتے ہوئے کہتا  
رہا۔ "سول"۔ وہ سب کو آتا جاتا دیکھ رہا تھا۔ لوگوں  
کی شکلوں سے زیادہ ان کے لباس کو دیکھ رہا تھا۔  
نوجوان کا اپنا اور کوٹ بے شب پرانا تھا مگر بہت عمدہ  
کپڑے اور بہترین سلائی کئے ساتھ تھا۔ اور نوجوان اس  
میں خوش لگ رہا تھا۔

یہیں اس نے پان سگریٹ پیچنے والے سے  
سگریٹ خریدا اور منزلے سے کش لگانے لگا۔ اندھیرا زیادہ  
ہوا تو دوبارہ اپنی مڑ گشت شروع کی۔ ایک ریشوران جس  
میں آکر کسٹرا بج رہا تھا بھیر لگی ہوئی تھی اور لوگ دھن  
سن رہے تھے۔ آگے ایک ایرانی تالین کی دکان پر رکا  
مگر کچھ خریدے بغیر ہی چلا گیا۔ راستہ میں چلتے ہوئے اس  
نے اپنی چھڑی (تھوڑا ٹھکانے کی کوشش کی مگر چھڑی رسی  
مال روڈ اور میٹروڈ روڈ کو عبور کرتے ہوئے ایک  
بھاری اینٹوں کے ٹرک نے اس کے ساتھ ٹکرائی  
مگر ٹرک والا فوری وہاں سے نکل گیا۔ لوگوں نے جب  
یہ دیکھا تو اس کی مدد کی اسے ہسپتال کے لیے گاڑی  
میں ڈالا۔ وہاں پہنچ کر اس نے دم توڑ دیا۔



جب اس کا لباس اتارا جا رہا تھا تو سب سے پہلے اس کا ٹوبہ اتار دیا گیا۔ گلو بند کے نیچے نیک ٹائی یا کالر تو کیا سر سے قمیض ہی نہ تھی۔ معلوم ہوا کہ اس نے بڑے بڑے سوراخ والی سویٹر پہنا ہوا تھا۔ گردن پر ہلکا ہلکا پوٹر لگا ہوا تھا۔ نو جوان کے بوٹ پرانے تھے مگر جمکے تھے۔ اس کے اوپر کوٹ کی مختلف جیسوں سے مختلف رنگ کی چیزیں نظر آ رہی تھیں۔ افسوس کہ اس کی بدن کی چھڑی حالت میں تھیں کہیں کھڑکی تھی اور اس فہرست میں شامل نہ تھی۔

## سوال نمبر ۲

### مکالمہ نویسی

احمد : علی! دیکھ رہے ہو کہ ایک عظیم ہستی سے

گناہ ارتی رویہ برتا جا رہا ہے۔  
علی : احمد! کوئی نئی بات نہیں۔ آج ہمارے معاشرے

سے اساتذہ کا احترام اچھڑ چکا ہے۔  
احمد : دیکھو یہ کوئی طریقہ تو نہیں ہے استاد سے

بات کرنے کا۔ باادب بااصوباء ہے ادب

علی : اساتذہ (کنو) کی ہے ادبی کرنے والے طلباء کو

میں نے اکثر دیکھے کہاتے دیکھا ہے۔  
احمد : اسناد پر تو رہ ہستی ہے جس سے معاشرہ

(سڈا) تشکیل پاتا ہے۔ اساتذہ کا تو مرتبہ ہی

انتہا ہے کہ نبی دوزجہاں آپ نے فرمایا

بے شک مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔

علی : کہتے ہیں کہ کسی زمانے میں اساتذہ کا بہت احترام کیا جاتا تھا۔ بڑے بڑے بادشاہ اور شہزادے اپنے استاد کے جوتے بددھا کیا کرتے تھے۔

احمد : استاد ہمیں لکھنا پڑھنا نہیں سکھاتے بلکہ زندگی

علی : کو سمجھنے کا شعور بھی دیتے ہیں۔ ہم نے ٹھیک کہا۔ یہ کتابیں اور نصاب ہمیں معلومات دیتے ہیں۔ لیکن ہمیں اچھا انسان

احمد : بنانا ہی ہوتا ہے۔ لیکن آج کل کے طلبہ استاد کے احترام کو

علی : ملحوظ خاطر نہیں رکھتے۔ اور بدقسمتی سہیہ رسم ادب ہمارے معاشرے سے اٹھ گئی ہے اور سکندر اعظم

بھی یہ کہا تھا کہ ”میرا باپ مجھے آسمان سے زمین پر لایا اور میرے استاد نے مجھے زمین سے آسمان پر لے گیا۔“

احمد : ہاں ہاں اس زمانے میں صرف شاگرد ہی نہیں

علی : بلکہ پورا معاشرہ استاد کی عزت کرتا تھا۔ پتا نہیں! آج کل کے طلبہ خود کو سمجھتے کیا ہیں۔ شاید وہ استاد کے مقام سے واقف

احمد : نہیں۔ جس خدا ہمارے نوجوانوں کو عقل دے

علی : اور استاد کے احترام کی توفیق دے۔ آمین